محمد ﷺ کے والدین کے ایمان اور تعذیب کا قضیہ : علماء کے آراء کا ایک تقابلی جائزہ

*حافظ صالح الدین

**محمد طاہر

Abstract

Prophet Muhammad ﷺ is one of the Prophet Abraham's descendants, who prayed as: "Recall the time, when Abraham prayed, saying, "Lord! Make this city a city of peace, and protect me and my descendants from the worship of idols."
God accepted His prayer and as a result none in His descendants worshiped idols, which isa clear indication of Prophet Muhammad's ﷺ ancestor's belief on the one God. Besides, Muhammad's ﷺ parents belonged to the age of Fitra and according to Quran, those to whome no prophet was sent, will not be punished and same is the characteristics of Muslims. According to some accounts, no one in the family of Prophet Muhammad ﷺ will enter into hell. Similarly, according to some chronicles, Abdul Mutalib believed on the Day of Judgment and the Prophet Muhammad ﷺ as the Prophet of Allah. On the contrary, some annals give indications of the Prophet's parents entering into hell. Therefore, in the present study these two extremes are critically analyzed and based on strong evidences it is found that Allah will protect the parents of Prophet Muhammad ﷺ from hell, as besides many other reasons, God has created the Prophet in the pious wombs.

Keywords: Parents of Muhammad, Decendents, Age of Fatra, Hell, worship of Idols

سیدنا محمد ﷺ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے موَحد ہونے کے لیے یہ دعا مانگی تھی:

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو لوگوں کے لیے امن کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچائے رکھو کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں۔"

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کی اولاد میں سے کسی نے بھی بت پرستی نہیں کی جو لامحالہ طور پر نبی کریم ﷺ کے والدین کی توحید پر ایمان کی طرف منتج ہوتی نظر آتی ہے۔

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کے والدین کریمین نے فترۃ کا زمانہ پایا اور قرآن کریم کی تصریح کے مطابق جن لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغمبر نہیں آیا ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا اور عدم تعذیب مؤمنین ہی کا خاصہ ہے۔ بعض آثار سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اہلِ بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں کیا جائے گا اسی طرح جناب عبدالمطلب صاحب کی زندگی کے بعض واقعات سے آپ ﷺ کی رسالت اور آخرت پر ایمان کے قرائن بھی ملتے ہیں۔ لیکن اس کے بر عکس بعض نصوص سے آپ ﷺ کے والدین کریمین کا جہنم میں ورود بھی ثابت ہے۔

لہٰذا زیرِ نظر تحقیقی کاوش میں ان دونوں انتہاؤں کو تحقیقی اور استقصائی مراحل سے گزارنے کی کوشش کی گئی ہے اور نتیجتاً ٹھوس دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین ماجدین کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچائے گا کیونکہ من جملہ دیگر وجوہات کے اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو پاک پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل فرمایا ہے۔

تمہید:

واضح رہے کہ جنت میں داخلے کے لیے ایمان شرط ہے اور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین فترۃ کے زمانہ میں وفات پا چکے ہیں تو فترۃ سے کیا مراد ہے؟ فترۃ کا زمانہ کتنا ہے؟ اس زمانے میں مرنے والوں کے متعلق علمائے کرام کی تحقیق کیا ہے؟ اور آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کی کیا کیفیت تھی؟

فترۃ کا لغوی معنی:

فترۃ لغت میں ضعف، انکساری اور تیزی کے بعد سکون کو کہا جاتا ہے۔[1]

فترۃ کا اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں فترۃ سے مراد دو زمانوں کے درمیان والی مدت یا دو نبیوں کی درمیانی مدت ہوتی ہے۔ یہاں پر اس سے مراد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا محمد ﷺ کی درمیانی مدت ہے جو چھ سَو سال پر محیط ہے۔[2]

فترۃ کے زمانے میں مرنے والوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس کے بارے میں درج ذیل مذاہب ہیں:

پہلا مذہب:

اشاعرہ[3] کہتے ہیں کہ زمانہ فترۃ میں جن لوگوں کو پچھلے انبیاء کی دعوت نہ پہنچی ہو تو نہ ان کا محاسبہ کیا جائے گا اور نہ وہ مکلّف ہیں۔ ان میں بدکار اور نیکوکار برابر ہیں اس لیے کہ محض عقل سے تو نیک اور بد کی پہچان ممکن ہی نہیں بلکہ اس کی معرفت صرف شریعت ہی کی بدولت ممکن ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت مبارک ہے: "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً[4]"[5] ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار آدمی اللہ تعالیٰ سے حجت بازی کریں گے، بہرا، احمق، بوڑھا اور وہ آدمی جو زمانہ فترۃ میں فوت ہو چکا ہو۔ بہرہ کہے گا کہ یا رب یقیناً اسلام آیا لیکن میں کچھ بھی نہ سُن سکا، احمق کہے گا کہ یا رب یقیناً اسلام آیا تھا اس حالت میں کہ بچے مجھ پر مینگنیاں پھینکتے تھے اور بوڑھا کہے گا کہ یا رب یقیناً اسلام آیا تھا لیکن مجھ میں عقل نہیں تھی اور جو آدمی زمانہ فترۃ میں مر گیا تھا وہ کہے گا کہ یا رب میرے پاس تیرا رسول نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے پختہ عہد لے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تابعداری ضرور کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس اپنے رسول

کے واسطے فرمائے گا کہ آگ میں داخل ہو جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر وہ اس میں داخل ہو جائیں تو یہ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والا بن جائے گا۔"[6]

دوسرا مذہب :

معتزلہ [7] کہتے ہیں کہ زمانہ فترۃ میں مرنے والوں کا محاسبہ صرف عقل ہی کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک عقل شرعی مصادر میں سے ایک مستقل مصدر ہے اس لیے اس کے ذریعے سے نیک اور بد کی تمیز لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان : "وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً[8]" کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں پر رسول سے مراد عقل ہے۔[9]

تیسرا مذہب :

ماتریدیہ [10] کہتے ہیں کہ عقل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت لازم ہے۔ یعنی انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مکلّف ہے اس لیے کہ ایمان کی اچھائی عقل اور شریعت کی رو سے برابر ہے۔ لہٰذا انسان اگر کفر کرے یا شرک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرے گا خواہ وہ زمانہ فترۃ کا ہے یا اس کے بعد کا۔ البتہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے علاوہ دیگر اعمال میں حسن یا قبح شریعت پر موقوف ہے نہ کہ عقل پر۔[11]

عرب اہلِ فترۃ تھے :

اللہ تعالیٰ اہلِ کتاب سے ارشاد فرماتے ہیں : "يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُواْ مَا جَاءنَا مِن بَشِيرٍ وَلاَ نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[12]" "اے اہلِ کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو ایک عرصے تک منقطع رہا تو اب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آگئے ہیں جو تم سے ہمارے احکام بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ سو اب تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آگئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس آیت مبارک میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا زمانہ اہلِ کتاب کے لیے فترۃ کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ تو قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد اور آپ ﷺ سے پہلے عرب کے لوگوں کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : "لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ[13]" "تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے باپ داد کو خبر دار نہیں کیا گیا تھا خبر دار کر دو کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔" یعنی آپ ﷺ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤاجداد کو نہیں ڈرایا گیا تھا یعنی اس امت کے آباؤاجداد' یہاں تک کہ ان کے پاس سیدنا محمد ﷺ مبعوث کیے گئے۔[14] اور فرمایا : "وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ[15]" "اور ہم نے نہ تو ان مشرکوں کو کتابیں دیں جن کو یہ پڑھتے ہوں اور اے نبی ﷺ نہ تم سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا۔" یعنی ہم نے نہ ان مشرکوں کو کتابیں دی ہیں کہ ان کو تلاوت کریں اور اے محمد ﷺ آپ کی قوم کے ان مشرکوں کو نہ ہم نے آپ سے پہلے نبی بھیجا ہے جو یہ کہتے ہیں اور کرتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ان کو ڈرائیں۔[16] اس سے ثابت ہو گیا کہ عرب کے اس زمانے کے لوگ اہلِ فترۃ تھے۔

امام سیوطیؒ[17] نے کہا ہے کہ اہلِ فترۃ تین اقسام پر تھے:

قسمِ اول: جن لوگوں نے توحید کو بصیرت کے ساتھ پایا تو بعض نے اسے اختیار نہیں کیا اور اس شریعت میں داخل نہ ہوئے جیسے قس بن ساعدہ[18] اور زید بن عمرو بن نفیل[19] اور بعض شریعت میں داخل ہو گئے جیسے تبع[20] اور اس کی قوم۔

قسمِ دوم: بعض لوگوں نے دین کو بدل دیا اور شرک اختیار کر دیا۔ اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کر دی جیسے عمرو بن لحییٰ[21] جس نے سب سے پہلے عرب میں بتوں کی عبادت شروع کر دی اور بحیرہ[22]، سائبہ[23]، وصیلہ[24] اور حام[25] کے عقائد ایجاد کر دیئے۔ فترۃ کے زمانے میں ان لوگوں کی اکثریت تھی۔

قسمِ سوم: بعض لوگوں نے نہ شرک کیا اور نہ توحید کا اقرار کیا، نہ کسی نبی کی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ اپنے لیے کوئی نئی شریعت ایجاد کی۔

ان تین اقسام میں قسمِ دوم کے لیے تعذیب کا قول صحیح ہے اس لیے کہ ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ قسمِ سوم حقیقت میں اہلِ فترۃ ہیں جن کی تعذیب بالکل نہ ہو گی۔ قسمِ اول مثلاً قس اور زید کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ علیحدہ امت ہو گی اور تبع اور اس کی قوم کا حکم یہ ہے کہ جس دین میں داخل ہو گئے تھے اس دین والوں کے ساتھ ان کی حشر ہو گی۔[26]

اہلِ فترۃ سے قیامت کے دن امتحان لیا جائے گا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً"[27] اور "يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُواْ مَا جَاءنَا مِن بَشِيرٍ وَلاَ نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"[28] قرآن کریم میں بہت سے آیات ہیں جن سے واضح ہوتی ہے کہ جن لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغمبر نہیں آیا ہے ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ اسی بابت سابقہ اوراق میں گزر گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار آدمی اللہ تعالیٰ سے حجت بازی کریں گے۔[29]

ارشادِ نبوی ہے کہ قیامت کے دن بے عقل، فترۃ میں مرنے والے اور بچپن میں مرنے والے کو عقل دی جائے گی۔ بے عقل کہے گا کہ اے پروردگار اگر تو مجھے عقل دیتا تو کوئی بھی عاقل اپنی عقل کی بنیاد پر مجھ سے زیادہ سعادت مند نہ ہوتا اور بچپن میں مرنے والا کہے گا کہ اے میرے پروردگار اگر تو مجھے زندگی دیتا تو کوئی بھی زندہ رہنے والا اپنی زندگی میں مجھ سے زیادہ سعادت مند نہ ہوتا اور فترۃ میں مرنے والا کہے گا کہ اے میرے پروردگار اگر تیرے طرف سے میرے پاس رسول آتا تو کوئی بھی انسان جس کے پاس تیرے طرف سے احکام آتے مجھ سے تیرے احکام کا زیادہ بجالانے والا نہ ہوتا۔ تو پروردگار فرمائے گا کہ میں تمہیں ایک بات کا حکم دیتا ہوں کیا تم میری اطاعت کرو گے؟ تو وہ کہیں گے ہاں اے پروردگار تیری عزت کی قسم، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اگر وہ داخل ہو جائیں تو ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گی۔ ان کے سامنے جہنم سے کھوپڑیاں نکل آئیں گی تو وہ گمان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز پیدا فرمائی ہے اسے جہنم نے ہلاک

کر دیا۔ پھر انہیں دوبارہ حکم فرمائے گا تو وہ اسی طرح دوبارہ واپس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہیں اپنی علم کے مطابق پیدا کیا تھا اور میرے علم کے مطابق ہی تم عمل کرتے ہو۔ پس انہیں جہنم آپکڑے گی۔[30] ان نصوص کی بنا پر بعض علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں سے امتحان لیا جائے گا جیسا کہ احادیث میں تصریح موجود ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ابوین کریمین کو آپ ﷺ کی شفاعت نفع دے گی :

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى[31]" اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ[32] سے اس طرح منقول ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی رضا میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔[33]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میرے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو جائے تو میری یہ دعا قبول کی گئی۔[34]

اگرچہ اہلِ بیت کے متعلق یہ اخبار ثابت ہیں لیکن ابوطالب کے بارے میں صحیح حدیث سے تخفیفِ عذاب بھی ثابت ہے اس لیے اس کے بارے میں شفاعت صرف تخفیفِ عذاب کی ہوگی البتہ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے ابوین کریمین اور رضاعی بھائی کے بارے میں یہ تاویل نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ حضرات اسلام سے پہلے فترۃ کے زمانے میں وفات پا چکے تھے جب کہ ابوطالب نے اسلام کا زمانہ بھی پایا تھا اور آپ ﷺ نے بذاتِ خود اسے دعوت بھی دی تھی لیکن اس نے انکار کیا تھا۔[35]

نبی کریم ﷺ کے ابوین کریمین کی ایمانی کیفیت کا قضیہ :

محترم عبداللہ کی پرورش دورِ جاہلیت میں ہوئی لیکن اس کے باوجود مکہ مکرمہ میں پھیلے ہوئے حرام کاموں کے قریب بھی آپ نہ ٹپکے۔ عبدالمطلب نے جب ان کو نکاح کے لیے روانہ کیا تو راستے میں ان کا گزر ایک کاہنہ عورت پر ہوا۔ وہ کتابوں میں حالات پڑھ چکی تھی تو عبداللہ کے چہرہ پر وہ نور دیکھ کر انہیں اپنے سے ملنے کی دعوت دے کر ۱۰۰ اونٹوں کی پیشکش کر دی۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ کام حرام ہے اور میں کیسے حرام کام کر سکتا ہوں اس سے تو موت بہتر ہے۔ اس کے بعد جا کر آمنہ بنت وہب سے نکاح ہوا جس کے پاس صرف تین دن قیام کیا اور اس کے بعد اپنے والد کے حکم سے مدینہ منورہ گئے جہاں پر وفات پا گئے۔[36]

مذکورہ بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ فترۃ کے زمانے میں بھی عرب میں ایسے لوگ موجود تھے جو توحید کے قائل تھے اور دینِ حنیفیت پر زندگی گزار رہے تھے۔ اب اگر نبی کریم ﷺ کے ابوین کریمین کو مشرک قرار دیئے جائیں اور بعض دیگر اہلِ فترۃ کو موحدین قرار دیئے جائیں تو ان کی فضیلت نبی کریم ﷺ کے ابوین پر لازم آتی ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں پیدا کیا پھر ان کو دو گرہ بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں پیدا کیا پھر ان کو قبائل بنائے تو مجھے ان میں سے

بہترین قبیلہ میں پیدا کیا پھر ان کے مختلف گھر بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گھر اور بہترین نسب میں پیدا فرمایا۔[37] تو اس حدیث میں بہترین گھر میں پیدا کرنے کا مطلب نسب کی شرافت کی طرف اشارہ ہے؟

نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین مؤحدین تھے:

قرآن کریم کے کئی آیات مبارکہ اور آحادیث مبارکہ سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے آباؤاجداد اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے اور بتوں کی عبادت سے بیزار تھے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں اپنے متعلق خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے باپ سیدنا ابراہیمؑ کی دعا اور سیدنا عیسیٰؑ کی بشارت ہوں اور میری ماں جب مجھ پر حاملہ ہو گئی تو دیکھا کہ ان سے ایک نور نکل گیا جس سے اسے شام کی سرزمین نظر آئی۔[38]

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر کر کے فرمایا ہے:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ ا أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ[39]"

"اے پروردگار ان لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیے جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے۔ اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان کے دلوں کو پاک صاف کیا کرے بے شک تو غالب ہے صاحب حکمت ہے۔"

سیدنا عیسیٰؑ کی بشارت کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کر کے فرمایا ہے:

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ[40]"

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں جو کتاب مجھ سے پہلے آچکی ہے یعنی تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ﷺ ہو گا ان کی بشارت سناتا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "أنا ابن الذبيحين" یعنی میں دو ذبح کیے جانے والی ہستیوں کا بیٹا ہوں۔[41] امام حاکم[42] نے کہا ہے کہ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ذبیح سیدنا اسماعیلؑ ہیں۔

لہٰذا اس سے ثابت ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے اپنی اولاد کے مؤحد ہونے کے لیے یہ دعا بھی مانگی ہے: "وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ[43]" "اور جب ابراہیمؑ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو لوگوں کے لیے امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچائے رکھو کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں۔"

مجاہد[44] نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی اولاد میں سے کسی نے بھی بتوں کی عبادت نہیں کی۔[45] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ(46)"

"اور یہی بات وہ اپنے بعد اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع رہیں۔"

اس سے مراد توحید اور اخلاص ہے۔آپ علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ ہوتے جو صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے۔(47) تقریباً تمام مفسرین نے آپ علیہ السلام کے اولاد میں توحید پر کاربند رہنے میں دوام کا قول نقل کیا ہے۔توحید کی یہ دوام تب ہو گی جب نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے لیے توحید پر ایمان مانا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

"وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ(48)" "اور سجدہ والوں میں آپ کا منتقل ہونا (بھی دیکھتا ہے۔) "

یعنی اپنے آباء اجداد ،سیدنا آدم ،سیدنا نوح اور سیدنا ابراہیمؑ کی پشتوں میں ،یہاں تک کہ نبی بنا کر بھیجے گئے۔(49)اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نور ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے میں منتقل ہوتا تھا ۔اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا ہوں(50) یہ آیت اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباؤاجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہ تھا۔اس سے یہ ماننا بھی لازم آتا ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ کے والد بھی مسلمان تھے اور جو قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے تو اس سے مراد آپؑ کا چچا ہے۔اس لیے کہ آیت میں عموم ہے جو نبی کریم ﷺ کے تمام آباؤاجداد کو شامل ہے لہٰذا لازم ہے کہ اس سے مراد سیدنا ابراہیمؑ کا چچا ہے۔(51)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے : "بے شک اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ چُنا اور بنو کنانہ سے قریش چُنا اور اور قریش سے ہاشم چُنا اور بنوہاشم سے مجھے چُنا"(52)آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے : "خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ،لَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ,لَمْ يُصِبْنِي سِفَاحُ الْجَاهِلِيَّةِ"(53)"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح ہی سے پیدا ہوا ہوں حضرت آدمؑ تک میری نسب میں بدکاری نہیں ہے ،جاہلیت کی بدکاری میری نسب کو نہیں پہنچی ہے۔"

اس چناؤ اور انتخاب کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ظاہری ، باطنی اور اخلاقی نجاست سے پاک وصاف رکھا گیا۔جب کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ(54)" "اے مومنو مشرک تو پلید ہیں۔" لہٰذا نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کا شرک کی نجاست سے پاک وصاف ہونا اس سے بھی ثابت ہو گیا۔

مندرجہ بالا گفتگو کو مدِ نظر رکھ کر درج ذیل حقائق سامنے آجاتے ہیں :

حقیقتِ اول :

احادیثِ صحیحہ یہ دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آباؤاجداد میں سیدنا آدمؑ سے لے کر آپ ﷺ کے والد عبداللہ تک تمام اپنے زمانوں میں سب سے افضل اور بہترین تھے۔

حقیقتِ دوم :

احادیث اور آثار یہ دلالت کرتی ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام یا سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر نبی کریم ﷺ کی بعثت تک اور پھر قیامت تک زمین ایسے لوگوں سے خالی نہ ہوگی جو دینِ فطرت پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یکتا مان کر اس کی عبادت کریں۔ اور انہیں کی بدولت دنیا قائم ہے اگر یہ نہ ہوتے تو دنیا اور دنیا والے ہلاک ہو جاتے۔

ان دونوں حقائق کا جب مقارنہ اور تقابل کیا جائے تو یہ قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اباؤاجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہیں تھا اس لیے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں سب سے افضل تھا۔ اگر یہ لوگ جو فطرت پر کاربند تھے یہی تھے تو یہ تو مدعا ہے اور اگر ان کے علاوہ دوسرے لوگ تھے تو درج ذیل دو امور میں سے ایک لازم آتا ہے :

امر اول : یا تو مشرک مسلمان سے افضل ہوگا جو بالاجماع باطل ہے۔

امر دوم : یا یہ دوسرے لوگ نبی کریم ﷺ کے آباؤاجداد سے بہتر اور افضل تھے تو احادیثِ صحیحہ سے مخالفت ہونے کی وجہ سے یہ بھی باطل ہے۔

پس یہ قطعی طور پر لازم ہے کہ ان میں کوئی بھی مشرک نہ تھا، تاکہ یہ ہستیاں اپنے زمانے کے بہتریں اور افضل بن جائیں اور احادیثِ صحیحہ سے تعارض نہ آجائے۔ (55)

واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کی زندگی کے حالات انتہائی مختصر ہیں جن سے ان کے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور دینِ حنیفیت پر کاربند رہنے کا تصور بہت کم پایا جاتا ہے اس لیے ان علمائے کرام نے جناب عبداللہ کی زندگی پر استدلال کرنے کے لیے محترم عبدالمطلب کی زندگی کے حالات ذکر کر دئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے جدامجد عبدالمطلب کے اعمال اس دعویٰ کے واضح ثبوت ہیں کہ آپ بت پرستی سے بیزار اور توحید پرستی کے قائل تھے۔ علماء کرام کی اس جماعت کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں :

دلیل نمبر ۱ : عبدالمطلب کا اللہ تعالیٰ پر ایمان :

سورۃ الفیل میں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو اصحابِ الفیل کا نام دے کر جو واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ اس میں ابرہہ اور عبدالمطلب کے درمیان مکالمہ سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمطلب اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ساتھ اس کی صفات پر بھی ایمان رکھتے تھے۔

ابرہہ کے لشکر نے جب عبدالمطلب کے دو سو اونٹ پکڑ لیے اور عبدالمطلب نے ابرہہ سے ملاقات کر کے صرف اپنے اونٹوں کے واپسی کا مطالبہ کیا تو ابرہہ نے کہا کہ تو نے مجھے تعجب میں ڈال دیا میں تو تیرے اور تیرے اباؤاجداد کے دینی مرکز (بیت اللہ) مٹانے آیا ہوں تو نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا بس صرف اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا مالک (اللہ تعالیٰ) تمہیں اس سے منع کرے گا اور اپنے اونٹ واپس لا کر قریش کو حکم دیا کہ گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ۔ عبدالمطلب نے بیت اللہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ

سے لمبی دعا کرتے ہوئے کہا : (یا رب لا أرجو لھم سواك) یعنی اے اللہ ان کو منع کرنے کے لیے میں تیرے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا لہٰذا یہ بیت اللہ کے دشمن ہیں ان کو روکو۔[56]

غزوہ حنین کے موقع پر جب کفار کی تیر انداز سے صحابہ کرامؓ میں انتشار پھیل گیا تو رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر تشریف رکھے ہوئے فرما رہے تھے : أناالنبي لا کذب ... أنا ابن عبدالمطلب یعنی میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔[57] عبدالمطلب کا ایمان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد اس نسبت کا سبب ہو سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۲ : عبدالمطلب کا اللہ تعالیٰ کے لیے نذر ماننا :

زمزم کا کنواں کھودنے کا حکم کیا تو اللہ تعالیٰ کے لیے نذر مانا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ کام آسان بنایا تو وہ اپنے ایک بیٹے کو ضرور ذبح کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرع عبداللہ کے نام نکل آیا لیکن عبداللہ کے بھائیوں نے ان کو منع کیا اور کہا کہ اپنے بیٹے کے بدلے ۱۰۰ اونٹ قربانی کیجئے۔ تو انہوں نے ۱۰۰ اونٹ قربانی کیے۔[58] اس واقعہ کو تقریباً تمام مفسرین نے ذکر کیا ہے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ زمین پر ہمیشہ سات یا زیادہ مسلمان ضرور ہوتے رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے ہلاک ہو جاتے۔[59]

دلیل نمبر ۳ : عبدالمطلب کا اخرت پر ایمان :

ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کے لیے قرعہ ڈالنے کے وقت یہ اشعار کہتے تھے :

اللھم أنت الملك المحمود * ربي أنت المبدئ المعید"[60] اے اللہ تو ہی تعریف کے لائق بادشاہ ہے، میرے پروردگار تو ہی پہلے پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد ان کو لوٹا دینے والا ہے۔"

دلیل نمبر ۴ : عبدالمطلب کا نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان :

عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کی بہت اعزاز و اکرام کرتے تھے اور انتہائی شفقت سے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے تھے۔ ایک دفعہ بنو مدلج [61] نے عبدالمطلب سے کہا کہ اس کی حفاظت کرے اس لیے کہ ہم نے آپ ﷺ سے اونچے مقام والا کوئی اور نہیں دیکھا ہے تو عبدالمطلب نے ابوطالب [62] سے کہا کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں اس کو سنو، اس کے بعد ابوطالب نبی کریم ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ عبدالمطلب نے ام ایمن [63] سے کہا جو رسول اللہ ﷺ کی تربیت کرتی تھی، کہ اے برکۃ ! میرے بیٹے سے غافل نہ ہو میں نے آپ ﷺ کو سدرہ کے قریب غلمان کے پاس دیکھا ہے اور اہلِ کتاب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس امت کے نبی ہیں۔[64]

دلیل نمبر ۵ : عبدالمطلب کا جنتی ہونے پر حدیث میں اشارہ :

سنن نسائی میں سیدنا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت دیکھا، اس عورت کا گمان نہ تھا کہ آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا ہے۔ جب راستے کے درمیان ہوئی تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ عورت آپ کے قریب آگئی تو وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔

آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے فاطمہ تو گھر سے کیوں نکلی؟ انہوں نے کہا کہ اس میت کے گھر والوں کے پاس آئی تھی ،ان کے لیے رحم کی دعا اور میت کی تعزیت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا شاید تو ان کے ساتھ قبرستان گئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کہ میں ان کے ساتھ وہاں تک چلی جاؤں۔آپ ﷺ نے اس بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہی میں سن چکی ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے ساتھ وہاں تک پہنچ جاتی تو تو جنت نہ دیکھتی یہاں تک کہ تیرے باپ کا دادا اسے دیکھ لے۔(65)

اس حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ تو اس وقت تک جنت نہیں دیکھے گی جب تک تو اس میں اپنے والد کے دادا کو نہ دیکھ لے۔پس تیرا دیکھنا تیرے علاوہ جنت کی طرف سبقت کرنے والوں سے بعد میں ہو گا۔

بعض نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ابوین کریمین دنیا سے مشرک گزرے ہیں تو بعض علماء کرام نے ان نصوص میں مندرجہ بالا آثار و مستدلات کی وجہ سے تاویل کر دیا ہے۔

عبدالمطلب کے موحّد ہونے پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ابوطالب بھی عبدالمطلب کے دین پر وفات پا چکا ہے تو اس کے لیے بھی ایمان ثابت ہونا چاہئے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ابوطالب کا آخری کلمہ یہ تھا کہ وہ ملتِ عبدالمطلب پر ہے۔(66)

اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ عبدالمطلب کا ملت یہ نہیں تھی جیسا کہ یہ لوگ گمان کرتے تھے اس لیے کہ عبدالمطلب سے کہیں بھی بتوں کی عبادت کرنا یا ان کے لیے نذریں ماننا یا ان سے حاجتیں مانگنا ثابت نہیں ہے جب کہ ان مشرکوں سے یہ تمام شرکیات ثابت ہیں تو یہ کیسے عبدالمطلب کا ملت ہو سکتا ہے ؟

نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کا جہنم میں ہونے پر وارد نصوص اور ان کی تاویلات :

حدیث میں آیا ہے : أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ أَبِى قَالَ " فِى النَّارِ ". فَلَمَّا قَفَّى دَعَاهُ فَقَالَ " إِنَّ أَبِى وَأَبَاكَ فِى النَّارِ "67" حضرت انسؓ (68) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کہاں ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میں ،جب وہ آدمی جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ بے شک میرا باپ اور تیرا باپ جہنم میں ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ (69) نے کہا ہے کہ جو کوئی کفر پر مرا ہے تو وہ جہنم میں ہے اور قرابت داروں کی قرابت اسے فائدہ نہیں پہنچائے گی اور اہلِ عرب جو کہ بتوں کے پجاری تھے ان میں سے زمانہ فترۃ میں جو کوئی مرا ہے تو وہ جہنم میں ہے۔اور یہ مواخذہ دعوت کے پہنچ جانے سے پہلے نہیں ہے اس لیے کہ ان کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام کی دعوت پہنچ چکی تھی۔(70)

اس حدیث میں "اَب" سے مراد چچا ہے جس پر مندرجہ ذیل وجوہ سے استدلال کیا گیا ہے :

قرآن کریم کی آیت : "وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ(71)" اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کہ : میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا،(72) سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اباؤاجداد میں کوئی مشرک نہ تھا لہٰذا اس

سے مراد آپ ﷺ کا چچا ہے۔ یہ تاویل اس لیے مناسب ہے کہ قرآن کریم میں جد اور چچا پر "اب" کا اطلاق کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبائِكَ إِبْراهِيمَ وَإِسْماعِيلَ وَإِسْحاقَ[73]" انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود آپ کے باپ دادا کے معبود ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے۔

احادیث اور آثار یہ دلالت کرتی ہے کہ سیدنا آدمؑ یا سیدنا نوحؑ کے زمانے سے لے کر نبی کریم ﷺ کی بعثت تک اور پھر قیامت تک زمین ایسے لوگوں سے خالی نہ ہوگی جو دینِ فطرت پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یکتا مان کر اس کی عبادت کریں۔ اور انہیں کی بدولت دنیا قائم ہے اگر یہ نہ ہوتے تو دنیا اور دنیا والے ہلاک ہو جاتے۔ تو "اب" کو اگر ہم باپ پر محمول کر لیں تو غیر کا دینِ توحید پر ہونے کی وجہ سے افضیلت نبی کریم ﷺ کے اجداد پر آتی ہے جو کہ باطل ہے۔ اور اگر غیر کا دینِ توحید پر ہونے کی نفی کریں تو افضیلت نبی کریم ﷺ کے اجداد کی ثابت ہو جاتی ہے جو کہ مطلوب ہے۔ اس لیے کہ ہر زمانے میں دینِ توحید پر کسی نہ کسی کا عمل پیرا ہونا نصوص سے ثابت ہے۔[74]

ایک مرفوع حدیث ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم اسْتَأْذَنْتُ رَبِّى أَنْ أَسْتَغْفِرَ لأُمِّى فَلَمْ يَأْذَنْ لِى وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِى[75]" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ اپنی امی کے لیے معافی طلب کروں تو اجازت نہیں دی گئی اور اس سے اجازت طلب کی کہ اپنی امی کی قبر کی زیارت کروں تو مجھے اجازت دی۔"

اس حدیث کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں جو نبی کریم ﷺ کی والدہ کے جہنم میں ہونے پر دلالت کرتی ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں اور اس حدیث کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ استغفار اس وقت کیا جاتا ہے جب بندہ مکلّف ہو اور جس کو دعوت نہ پہنچی ہو اس کے لیے استغفار کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ استغفار کی عدم اجازت کفر و شرک کی وجہ سے نہ ہو جیسا کہ اسلام کے شروع میں قرض دار کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔
ان احادیث کی ماقبل ادلہ سے تعارض کو دفع کرنے کے لیے یہ تاویلات کی گئی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: إن أهون أهل النار عذابا يوم القيامة رجل على أخمص قدميه جمرتان يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل والقمقم[76]" قیامت کے دن اہلِ جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے تلوے کے زمین پر نہ لگنے والے حصے پر دو انگارے ہوں گے جس سے اس کا دماغ اس طرح ابلتا رہے گا جس طرح ہانڈی اور پانی اُبالنے والا برتن ابلتا ہے۔" اور عن أبي سعيد الخدري ، رضي الله عنه ، أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم وذكر عنده عمه فقال لعله تنفعه شفاعتي يوم القيامة فيجعل في ضحضاح من النار يبلغ كعبيه يغلي منه دماغه[77]" حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ کے پاس آپ کے چچا کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت اسے فائدہ پہنچائے گا اس کے تلووں کے نیچے تھوڑی سی آگ رکھ دی جائے گی جس سے اس کا دماغ ابلتا رہے گا۔"

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ابوطالب کی عذاب سب سے کم ہو گیا س وجہ سے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی اعانت کی تھی حالانکہ اس نے دعوت کا زمانہ پایا تھا تو نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین جنہوں نے دعوت کا زمانہ بھی نہ پایا تھا اور والدین ہونے کے ناطے آپ ﷺ سے ان کی محبت اور شفقت بھی زیادتی تھی 'تو اس کے باوجود ان کو جہنمی قرار دینا سمجھ سے بالاتر ہے۔[78] اللہ تعالیٰ نے جب آپ ﷺ کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی تو کیا اللہ تعالیٰ نے ایک مشرکہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ان صحیح احادیث میں اگر تاویل نہ کی جائے تو یقیناً تعارض واقع ہو جائے گا جیسا کہ امام بیہقی[79] نے دوسری احادیث بھی ذکر کر کے ک اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ [80]

بہتر صورت یہ ہے جو امام سہیلی[81] نے دلائل ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ ہمارے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے والدین جہنم میں ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ[82]"'' بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کیا ہے۔'' اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے : ''لَا تُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ بِسَبِّ الْأَمْوَاتِ''[83]'' مردوں کو بُرا بھلا کہہ کر زندوں کو تکلیف مت دو۔'' قاضی ابو بکر ابن العربی سے کسی نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آباؤاجداد جہنم میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسا کہنے والا لعنتی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : "إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ[84]" اور اس سے بڑھ کر ایذا اور کیا ہو گی کہ کسی سے کہا جائے کہ تیرا باپ جہنم میں ہے۔ ہمیں تو صحابہ کرامؓ کے بارے میں عیب اور نقص پیدا کرنے والی بات سے زبان بند رکھنے کا حکم ہے تو آپ ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں زبان بند رکھنا تو بہت ضروری ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کے ابوین کریمین کے لیے شرک ثابت کرنے سے شرفِ نسبِ نبی ﷺ میں خلل واقع ہو جاتی ہے۔اور یہ مسئلہ اعتقادیات میں سے بھی نہیں ہے۔ [85]

نتائج بحث

۱۔ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین فترۃ کے زمانے سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۔ جن لوگوں نے زمانہ فترۃ میں نہ شرک کیا اور نہ توحید کا اقرار کیا تو راجح قول کے مطابق ان کی تعذیب نہیں ہو گی۔

۳۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین عرب میں اشرف النسب تھے۔اور انہیں کبھی بھی دورِ جاہلیت میں کسی نازیبا عمل اور ناشائستہ حرکت مثلاً شراب نوشی اور جوا وغیرہ پر نہیں دیکھے گئے۔

۴۔ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کو جہنمی کہنے سے آپ ﷺ کو اذیّت پہنچتی ہے اور قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو ل دنیا اور آخرت میں ملعون قرار دیا ہے۔

۵۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو آپ ﷺ کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى" کے مطابق ضرور نفع دے گی۔

۶۔ آپ ﷺ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اولاد میں سے ہیں اور انہوں نے اپنی اولاد کے مؤحد ہونے کی جو دعا مانگی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے اور ان کے اولاد میں (جن میں آپ ﷺ کے والدین کریمین بھی شامل ہیں) کسی نے بھی شرک نہیں کیا ہے

۷۔ جن احادیث سے آپ ﷺ کے والدین کریمین کی تعذیب کا ثبوت ملتا ہے ائمہ حدیث کے نزدیک ان کی تاویل ضروری ہے۔

حوالہ جات

1۔ ابن منظور، محمد بن مکرم بن ،لسان العرب'' دار صادر، بیروت، س۔ن، ج۵،ص ۴۳

2۔ ابن حجر، عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ج۷،ص ۲۷۷

3۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ مکتبِ فکر ابوالحسن اشعری، علی بن اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔آپ ۲۵۰ھ کو بصرہ میں پیدا ہوئے اور ۳۳۰ھ کو وفات پاگئے۔ شیخ المعتزلہ، ابو علی جبائی سے استفادہ کیا اور اعتزال کے عمیق مطالعے کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہو کر امام بن گئے۔ (امام، الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، س۔ن، ج۱۵،ص ۵۸)

4۔ الاسراء : ۱۵

5۔ ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، الفصل فی الملل والہواء والنحل مکتبۃ الخانجی، قاہرہ، س۔ن''، ج ۳،ص ۴۷

6۔ صحیح ابن حبان، باب إخبار النبی ﷺ عن البعث وإحوال الناس فی ذلک الیوم، ج۱۶،ص ۳۵۶، حدیث نمبر ۷۳۵۷

7۔ معتزلہ کا سرغنہ واصل بن عطاء سیدنا حسن بصریؒ کا شاگرد تھا۔آپ سے اختلاف کی وجہ سے جدا ہو گیا۔اسی مناسبت سے معتزلہ کہلائے۔اس کے اعتزال کے درج ذیل چار بنیادی عوامل تھے۔

(ا) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً علم، قدرت، ارادہ اور حیات کی فاسد تاویل کر کے نفی کرتے ہیں۔

(ب) ان لوگوں نے تقدیر کا انکار اس معنی میں کر دیا کہ اللہ تعالیٰ حکیم اور عادل ہے۔نہ شر اور ظلم کی اضافت اس کی طرف جائز ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے وہی افعال واقوال صادر فرمائے جو اس کے حکم کے خلاف ہو اور پھر بندوں کو اس کی سزادے۔اس وجہ سے بندہ خیر، شر، ایمان، کفر، اطاعت اور معصیت کا خود فاعل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس کے فعل کا بدلہ دے دیتا ہے۔

(ج) معتزلہ ایمان اور کفر کے درمیان منزل کے قائل ہیں۔ بایں طور کہ مرتکبِ گناہِ کبیرہ نہ مومن سمجھتے ہیں اور نہ مطلق کافر۔مرتکبِ گناہِ کبیرہ کے لیے جہنم کو ہمیشہ کے لیے لازم کرتے ہیں۔

(د) معتزلہ کہتے ہیں کہ اصحابِ جملؓ اور اصحابِ صفینؓ میں سے ایک فریق لازماً مخطی اور فاسق ہے۔

(شہرستانی، محمد بن عبدالکریم، بن ابو بکر، الملل والنحل، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۴ھ، ج۱،ص ۴۰۔ ۴۳)

8۔ الاسراء: ۱۵

9۔ شہرستانی، الفصل فی الملل، ج۳، ص۴۷

10۔ اہل سنت والجماعت کا یہ مکتبِ فکر امام ابو منصور ماتریدی، محمد بن محمد بن محمود کی طرف منسوب ہے۔ امام ماتریدی سمرقند کے علاقہ ماترید میں پیدا ہوئے اور ۳۳۳ھ کو وفات پاگئے۔ (ابی الوفاء، عبدالقادر، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ محمد کتب خانہ، کراچی، س۔ ج۲ ص، ۱۳۰)

11۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالسلام بن عبدالحلیم، درء تعارض العقل والنقل دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء، ج۹، ص۶۲

12۔ المائدۃ: ۱۹

13۔ یٰس: ۶

14۔ الطبری، محمد بن جریر، تفسیر جامع البیان مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، ج۲۰، ص۴۹۲

15۔ سبأ: ۴۴

16۔ الطبری، تفسیر جامع البیان، ج۲۰، ص۴۱۶

17۔ امام جلال الدین سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابو بکر بن محمد بن سابق الدین، حافظ، مؤرخ، ادیب اور مصنفِ کبیر، ۸۴۹ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ ۴۰ سال کی عمر میں لوگوں سے کنارہ کش ہو کر تصنیف و تالیف کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہوئے۔ امراء اور اغنیاء ان کے پاس تحائف بھیجتے لیکن آپ قبول نہیں کرتے تھے۔ ۹۱۱ھ کو وفات پا گئے۔ (الزرکلی، خیرالدین بن محمود، الاعلام، دارالعلم للملایین، ۲۰۰۲ء، ج۳، ص۳۰۱)

18۔ قس بن ساعدہ عہدِ جاہلیت میں دینِ ابراہیمی کا علمبردار اور عرب کا خطیب تھا۔ ایاد قبیلہ کا وفد جب نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے قس بن ساعدہ اور عکاظ میں ان کی دینِ حنیف پر تقریر کے متعلق دریافت فرمایا اور ان کو بہت پسند کیا۔ (ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء ج۲، ص۲۹۶)

19۔ زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی حضرت عمرؓ کا چچازاد تھا۔ آپ نے بتوں کی عبادت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ کھانے کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ کعبہ شریف کے ساتھ بیٹھ کر یہ کہتا رہا تھا کہ اے قریش میری طرف آؤ میرے سوا کوئی دینِ ابراہیمی پر نہیں ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج۲، ص۲۹۶)

20۔ تبع عرب کے ایک نیک اور صالح انسان تھے جو آپ ﷺ سے تقریباً سات سَو سال قبل گزر چکے تھے۔ آپ جب یمن میں داخل ہونے کے لیے چلے گئے تو قبیلہ حمیر آڑے آگئے کہ تم نے اپنا دین بدلا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے

انہیں بُرا بھلا کہنے سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ پر ایمان لے آیا تھا۔(ڈاکٹر' جواد علی 'المفصل فی تاریخ العرب 'دارالساقی ' بیروت '۱۴۲۲ھ /۲۰۰۱ء 'ج ۴'ص ۱۶۵)

21۔ عمرو بن لحیی کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ اس سے قبل تمام عرب دینِ ابراہیمی پر تھے۔ اس نے بتوں کی پوجا پاٹ ایجاد کی تھی۔ (المفصل فی تاریخ العرب ج ۲۱'ص ۲۶)

22۔ بحیرہ جاہلیت میں وہی اونٹنی ہوتی ہے جو پانچ دفعہ بچے جننے کے بعد چھوڑ دی جاتی تھی۔ اس سے نفع لیناحرام تصور کیا جاتا تھااور پانی اور چارہ سے منع نہیں کیا جاتا تھا۔ (ابراہیم 'مصطفیٰ 'المعجم الوسیط 'دارالدعوۃ' بیروت 'ج ا'ص ۴۰)

23۔ عہدِ جاہلیت میں کسی اونٹ کی تیسری نسل جب پیدا ہوجاتی تو اس اونٹ کو چھوڑ دیا جاتا نہ اس پر سواری کی جاتی اور نہ اس پر بوجھ لادا جاتا۔ (المعجم الوسیط 'ج ا'ص ۴۶۶)

24۔ وصیلہ یہ ہے کہ بکری اگر مؤنث جنتی تو کہتے تھے کہ یہ ہماری ہے اور اگر مذکر جنتی تو کہتے تھے کہ یہ ہمارے معبودوں کے لیے ہے اور اگر مؤنث اور مذکر ایک ساتھ جنتی تو کہتے تھے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی تو مذکر کو بھی معبودوں کے نام پر ذبح نہ کرتے۔ (ابو منصور محمد بن احمد الازہری 'تہذیب اللغۃ' داراحیاء التراث العربی ' بیروت '۲۰۰۱ء 'ج ۱۲'ص ۱۶۴)

25۔ عہدِ جاہلیت میں حامی اس اونٹ کو کہا جاتا تھا جو اپنے مالک کے پاس کافی وقت گزار کر دس بار بچے جنتا تو اسی کی پیٹھ سواری وغیرہ کے لیے ممنوع ہو کر اسے چھوڑ دیا جاتا۔ (المعجم الوسیط 'ج ا'ص ۲۰۰)

26۔ الحاوی للفتاویٰ 'ج ۲'ص ۱۹۸

27۔ الاسراء : ۱۵

28۔ المائدۃ : ۱۹

29۔ صحیح ابن حبان ' باب إخبارہ ﷺ عن البعث وإحوال الناس فی ذلک الیوم 'ج ا'ص ۱۶' حدیث نمبر ۷۵۳۷

30۔ امام طبرانی 'ابوالقاسم سلیمان بن احمد 'المعجم الاوسط 'دارالحرمین ' قاہرہ '۱۴۱۵ 'ج ۸'ص ۵۷' حدیث نمبر ۷۹۵۵

31۔ الضحیٰ : ۵

32۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف مکی 'حبر الامۃ 'امام التفسیر ' ہجرت سے تین سال قبل شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے ۔ صحیحین وغیرہ میں آپؓ سے ۱۶۶۰ 'احادیث مروی ہیں ۔ جنگِ جمل اور صفین میں سیدنا علیؓ کے ساتھ تھے۔آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ طائف میں رہائش اختیار کی تھی اور وہاں پر ۷۰ھ کو وفات پا گئے ۔ ان کی نمازِ جنازہ ابن حنفیہؒ نے پڑھائی ۔ (ابن حجر العسقلانی 'احمد بن علی 'الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ 'دارالجیل ' بیروت '۱۴۱۲ھ /۱۹۹۱ء 'ج ۴'ص ۱۴۱ ترجمہ : ۴۷۸۴')

33- الطبری، تفسیر جامع البیان، ج۲۴،ص۴۸۷

34- بشران، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران، امالی ابن بشران دارالکتب العلمیہ، بیروت، ج۱،ص ۳۵۱، حدیث نمبر ۳۳۲

35- الحاوی للفتاویٰ، ج۲،ص۱۹۷

36- ابو جعفر، محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ ج۱،ص۵۰۱

37- سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر۳۵۳۲

38- امام حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، ج۲،ص۶۵۶

39- البقرۃ: ۱۲۹

40- الصّف: ۶

41- المستدرک علی الصحیحین، ج۲ص، ۶۰۹

42- امام حاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن حمدویہ حافظِ حدیث اور کثیر التصانیف ۳۲۱ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ ۳۴۱ھ کو عراق گئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ خراسان اور ماوراء النہر کے ممالک میں علم کے لیے پھرتے رہے اور تقریباً دو ہزار شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۳۵۹ھ/۹۳۳ء کو نیشاپور کے قاضی مقرر ہوئے اور اس کے بعد جرجان کی قضاء پیش کی گئی لیکن انہوں نے معذرت کر لی۔ حدیث کی صحت و سقم کے سب سے زیادہ ماہر تھے۔ ۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء کو نیشاپور میں وفات پا گئے۔ (الاعلام، ج ۶،ص ۲۲۷)

43- ابراہیم: ۳۵

44- ابو حجاج، مجاہد بن جبر مکی، مولیٰ بنی مخزوم، تابعی، امام، مفسر، فقیہ اور کثیر الحدیث ۲۱ھ کو پیدا ہوئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدہ عائشہ، سیدنا ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا۔ آپ سے عکرمہ، طاؤس، عطاء بن ابی رباح اور قتادہ سمیت ایک کثیر جماعت نے استفادہ کیا ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۱۰۰ھ/۷۱۸ء کو وفات پا گئے۔ (امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج۴،ص۴۴۹)

45- الطبری، تفسیر جامع البیان، ج۱۷،ص ۱۷

46- الزخرف: ۲۸

47- الطبری، تفسیر جامع البیان، ص۵۸۹

48- الشعراء: ۲۱۹

49- امام، قرطبیؒ، محمد بن احمد، تفسیر قرطبیؒ، دارالکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴، ج۱۳،ص۱۴۴

50۔ احمد بن عبداللہ بن احمد، دلائل النبوۃ لابی نعیم، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، س۔ن، باب ذکر فضیلتہ ﷺ بطیب مولدہ، وحسبہ ونسبہ، حدیث نمبر ۱۵

51۔ امام رازی، محمد بن عمر، تفسیر مفاتیح الغیب، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن، ج ۱۳، ص ۳۳

52۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب فَضْلِ نَسَبِ النَّبِی ﷺ، حدیث نمبر ۶۰۷۷

53۔ ابو بکر، بداللہ بن محمد، بن ابی شیبۃ، مصنف ابن ابی شیبۃ، دارالقبلۃ، بیروت، س۔ن، کتاب الفضائل، باب مَا اَعطَی اللہُ مُحَمَّدً ﷺ، حدیث نمبر ۳۲۲۹۸

54۔ التوبہ : ۲۸

55۔ السیوطی، عبد الرحمٰن بن اِبی بکر، الحاوی للفتاوی فی الفقہ وعلوم التفسیر والحدیث والاٗصول والنحو والاِعراب وسائر الفنون دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۱ھ /۲۰۰۰ء، ج ۲، ص ۱۹۹

56۔ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی، کشف المشکل من حدیث الصحیحین، دارالوطن، ریاض، ۱۴۱۸ھ /۱۹۹۷ء ج ا، ص ۹۱۸

57۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب فی غزوۃ حنین، حدیث نمبر ۷۹

58۔ الطبری، تفسیر جامع البیان، ج ۲۱، ص ۸۵

59۔ ابو بکر، عبدالرزاق بن ہمام، مصنف عبدالرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ج ا، ص ۶۵

60۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۲، ص ۳۰۴

61۔ بنو مدلج کا اصل بنو کنانہ ہے جو مدلج بن مُرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ کی طرف منسوب ہے۔ علمِ قیافہ میں مہارت رکھنے میں یہ قبیلہ مشہور تھا۔ سیدنا محرزؓ مدلجی تھے جنہوں نے سیدنا اسامہ کو قیافت ہی کے ذریعے سیدنا زیدؓ کا بیٹا قرار دیا جس سے نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے تھے۔ (الدمیاطی، ابو بکر بن محمد شطا، المسالک و الممالک، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ /۱۹۸۸ج ا، ص ۱۳۰)

62۔ ابوطالب کا نام عبد مناف تھا اس کے ایک بیٹی اور چار بیٹے تھے۔ انتہائی غریب تھے لیکن نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خاطر شعبِ ابی طالب میں تین سال صعوبتیں برداشت کیں لیکن نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ رکھتے ہوئے کفر کی حالت میں نبوت کے دسویں سال مر گئے۔ (ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۳ ص، ۵۴)

63۔ ام ایمن، برکتہ بنت ثعلبۃ بن عمرو بن حصن بن مالک اپنے بیٹے ایمن بن عبید کے نام کی کنیت سے مشہور ہوئی۔ عبید کے بعد ان کی نکاح نبی کریم ﷺ کے خادم سیدنا زید بن حارثہؓ سے ہوئی جن سے سیدنا اسامہؓ پیدا ہوئے۔ حبشہ اور مدینہ منورہ کے دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئی۔ (ابن الاثیر، علی بن محمد بن عبدالکریم، اسد الغابۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ج ۳، ص ۳۲۰)

64۔ ابو عبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸، ج ۱، ص ۱۱۸

65۔ امام نسائی، سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب النعی، حدیث نمبر ۱۸۸۰

66۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحۃ الاسلام من حضرت الموت مالم یشرع فی النزع، حدیث نمبر ۳۹

67۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب بَیَانِ اِنَّ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَھُوَ فِی النَّارِ، حدیث نمبر ۵۲۱

68۔ حضرت انسؓ بن مالک بن نضر بن ضمضم انصاری، خزرجی اور خادم رسول اللہ ﷺ ان صحابہ میں سے ہیں جن سے کثیر روایات منقول ہیں۔ آپ کی عمر دس سال تھی کہ والدہ صاحبہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے پیش کر دیا اور دس سال تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی تو ان کی باغ سال میں دو مرتبہ کھجور دیتی تھی۔ ۹۹ سال کی عمر میں ۹۰ ھ کو وفات پا گئے۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۱، ص ۱۲۹)

69۔ امام نووی، یحییٰ بن شرف بن مری، امام، علامہ، کثیر التصانیف، شافعی اور شیخ الاسلام محرم ۶۳۱ھ کو نوی میں پیدا ہوئے۔ فقہ، حدیث، اسماء الرجال، لغت اور تصوف میں کمال حاصل کیا۔ ۶۸۶ھ کو وفات پا گئے۔
(امام، تاج الدین بن علی بن عبد الکافی السبکی طبقات الشافعیۃ الکبری، دار الہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۴۱۳ھ، ج ۸، ص ۳۹۵

70۔ امام، نووی، یحییٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ، ج ۱، ص ۳۴۹

71۔ الشعراء: ۲۱۹

72۔ دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۲۰

73۔ البقرۃ: ۱۴۳

74۔ الحاوی للفتاویٰ، ج ۲، ص ۱۹۹

75۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب باب اسْتِئْذَانِ النَّبِیِّ ﷺ رَبَّہٗ عَزَّ وَجَلَّ فِی زِیَارَۃِ قَبْرِ اُمِّہٖ، حدیث نمبر ۲۳۰۳

76۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، حدیث نمبر ۶۵۶۲

77۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المبعث النبوی، باب قصۃ ابی طالب، حدیث نمبر ۳۸۸۵

78۔ الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۲۱۳۔۲۱۵

79۔ امام بیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ، امام، حافظ، کثیر الانصاف، زاہد، محقق، صاحب التصانیف شعبان ۳۸۴ھ کو پیدا ہوئے۔ علی ناصر العمری سے فقہ اور ابو عبداللہ الحاکم سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ جمادی الاولیٰ

۴۵۸ھ کو نیشاپور میں وفات پا گئے اور اپنے گاؤں بیہق میں دفن کر دیے گئے۔ (قاضی شہبہ 'ابو بکر بن احمد بن محمد بن عمر 'بقات الشافعیہ لابن قاضی شہبہ 'عالم الکتب 'بیروت '۱۴۰۷ھ 'ج ا 'ص ۲۲۲)

80۔ دلائل النبوۃ 'ج ا 'ص ۱۹۲

81۔ امام سہیلی 'عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد خشعمی 'سہیلی 'حافظ 'لغت اور سیَر کے عالم مالقہ نامی علاقہ میں ۵۰۸ھ کو پیدا ہوئے۔الروض الانف سمیت کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ۱۷سال کی عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔۵۸۸ھ کو مراکش میں وفات پا گئے۔ (فیروز آبادی 'محمد بن یعقوب 'البلغۃ فی تراجم ائمۃ النحو واللغۃ 'ج ا 'ص ۳۲)

82۔ الاحزاب : ۵۷

83 محمد بن اسحاق بن عباس 'اخبار مکۃ فی قدیم الدہر وحدیثہ 'دار خضر 'بیروت '۱۴۱۴ھ 'ص ۳۸

84۔ الاحزاب : ۵۷

85۔ فتاویٰ الازہر 'موقع وزارۃ الاوقاف المصریہ 'ج ۷ 'ص ۳۱۶